

## علم طب میں مسلمانوں کا حصہ

محمد اختر مسلم

صدیاں گزر چکی ہیں لیکن قرون وسطیٰ کے مسلمان دانشوروں، سائنس دانوں انجینئروں، طبییوں اور اہل صنعت و حرفت کے کارناموں کی تابانی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ ان کے نظریے، ان کے علوم و فنون، ان کی عمارتیں اور ان کی ایجادات آج بھی بہت سے ترقی یافتہ علوم و افکار کی بنیاد ہیں۔ اور ان کے بعض نظریات تو تھوڑے بہت فرق کے ساتھ جوں کے توں اب تک موجود ہیں۔ کندی، فارابی، بیرونی، زہراوی، رازی، ابن سینا، رومی، خالد بن یزید بن معاویہ، جابر بن حیان، البقوی، ابن رشد، غزالی، ابن طفیل، محمد بن موسیٰ مسعودی، بیطارطوسی، ابو الوفا اور ماوردی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کارزار حیات کے مختلف شعبوں میں تجربے کئے۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے قدرت کے بہت سے رازوں سے پردے اٹھائے۔ علم کے کارواں کو صحیح راستے پر لگایا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ لوگ قدیم و جدید علوم کے درمیان بیج کی کڑی تھے۔ اگر بیج کی یہ کڑی نہ ہوتی تو شاید عصر حاضر بھی آج اس شکل میں موجود نہ ہوتا۔ یہ محض بوہدم سلطان بودہ کا لاف و گزاف نہیں۔ مسلمانوں کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ یورپ کی موجودہ علمی ترقی میں ان کا بھی حصہ ہے۔ اور اگر آج ہم یورپ کے علوم سے استفادہ کر رہے ہیں تو یہ گویا اپنی ہی متاع گم گشتہ کی باز یافت ہے۔ ہمیں مغرب پرستی کے طعنے سے گھبرا کر یورپ سے استفادہ میں تأمل نہیں کرنا چاہئے۔ علم دست گرداں ہے۔ ہم نے یونانیوں سے علوم سیکھے۔ ہم سے یورپ نے سیکھے۔ اب یورپ سے ہم سیکھ رہے ہیں۔ اور اگر ہم نے اسی لگن اور جذبہ کے ساتھ اپنے استفادہ کو جاری رکھا تو وہ دن دور نہیں جب دوسرے لوگ پھر ہم سے علم حاصل کریں گے۔

علم شفاء سے مسلمان عربوں کی دلچسپی کا محرک دراصل وہ مشہور قول ہے جس میں علم کی دو شاخیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی علم ادیان اور علم ابدان۔ گویا دین اور طب ہی

اصل علوم ہیں۔ اور سچا جویندہ وہ ہے جو ایک ساتھ بدن اور روح کی شفاء و تندرستی کا طالب ہو۔ حکیم الامت علامہ اقبال کی اصطلاح میں تن کی دنیا اور من کی دنیا ایک صحیح جویندہ حقیقت کے لئے یہ دونوں ولایتیں الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی ملک کے دو متصل خطے ہیں جن کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اسی نظریہ کا اثر تھا کہ پہلے زمانے میں ایک طبیب فن طب میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ما بعد الطبیعات کا جاننے والا۔ فلسفی اور حکیم بھی ہوتا تھا۔ یہ عرب ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے دوا فروشی کی دوکانیں کھولیں۔ اور دواسازی «صيدلب» کا سب سے پہلا مکتب قائم کیا۔ دواؤں کے خواص کے فن قرابادین پر اولین کتاب پیش کی۔ ۹۳۱ء میں خلیفہ المقتدر کے حکم سے طبیوں کا امتحان لینے کے سلسلے میں ممتاز طبیب سنان بن ثابت کا تقرر عمل میں آیا۔ اسے ہدایت کی گئی کہ وہ صرف ایسے ہی طبیوں کو علاج معالجہ کا اجازت نامہ جاری کرے جو مقررہ معیار پر پورے اتریں۔ صرف شہر بغداد میں ۸۶۰ سے بھی زیادہ طبیوں نے اس عملی امتحان میں کامیابی حاصل کی اور یوں سارا دار الخلافہ غیر مستند اثاثیوں اور نیم حکیموں سے پاک ہو گیا۔

الرازی جس کو یورپ RHAZES کے نام سے یاد کرتا ہے ۸۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۹۱۵ء میں انتقال کر گیا۔ الرازی نہ صرف دنیائے اسلام میں بلکہ قرون وسطیٰ کے جملہ مفکرین اور اطباء میں سب سے زیادہ ذہین اور طباع مفکر و طبیب تھا۔ وہ بغداد کا سب سے بڑا طبیب تھا۔ کہتے ہیں کہ بغداد کے ایک نئے بڑے شفاخانہ کے محل وقوع کے انتخاب کے لئے اس نے مختلف مقامات پر گوشت کے ٹکڑے لٹکا دیئے تھے اور جس مقام پر گوشت کے سڑنے کی علامات سب سے کم پائی گئیں اسے ہسپتال کی تعمیر کے لئے منتخب کر لیا۔ جراحی کی وہ سوتی جس سے زخم کھولا جاتا ہے جسے انگریزی میں (SETON) کہتے ہیں اسی کی ایجاد ہے۔ رازی کے طبی رسائل میں سے اس کا وہ رسالہ سب سے زیادہ مشہور ہے جو اس نے چیچک اور کھسرہ پر لکھا ہے۔ «الجدری و الحصبہ» تاریخ طب میں اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ہے؟ اور افادیت کے اعتبار سے اسے بجا طور پر عربوں کے طبی ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا کارنامہ رازی کی جامع تصنیف الحاوی ہے۔ اس کا پہلا لاطینی ترجمہ ایک یہودی فرج بن سالم نے اژد کے پچاس اول کی سرپرستی میں ۱۲۷۹ء کے قریب کیا تھا۔ بعد ازاں (۱۲۸۶ء کے بعد) یہ کتاب یورپ میں CONTINENS کے نام سے کئی بار شائع ہوئی۔ ۱۵۳۲ء

میں بمقام ویس یہ کتاب پانچویں مرتبہ طبع ہوئی۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ کتاب طبی معلومات کی قاموس ہے۔ اس میں ان تمام معلومات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جو اس زمانہ تک یونان، ایران اور ہندوستان کے طبی ادب سے عربوں نے حاصل کی تھیں۔ مزید برآں رازی نے اپنی تازہ بہ تازہ طبی تحقیقات بھی اس میں شامل کیں۔ حکیم الرازی کی طبی تصانیف ایسے زمانہ میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں جب طباعت و اشاعت کا نظام اپنے عہد طفولیت میں تھا۔ حکیم الرازی کی تصانیف لاطینی مغرب کے دماغوں پر صدیوں تک نمایاں طور پر اثر انداز رہیں۔ ڈاکٹر کارل سوڈوف کی رائے میں رازی ہر دور کا عظیم ترین طبیب ہے۔ اور فرینڈ کہتا ہے۔ اس نے خون کے خمیر میں چیچک کا سبب دریافت کیا۔

عرب کی تاریخ طب میں حکیم الرازی کے بعد دوسری ممتاز شخصیت حکیم بو علی سینا (AVICENNA) کی ہے۔ حکیم بو علی سینا کی مشہور زمانہ بلند پایہ قاموسی کتاب القانون فی الطب ہے۔ جس کا یورپی زبانوں میں CANON کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے۔ طب کی تاریخ میں اس کتاب کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ یورپ کی طبی درس گاہوں میں اس کو درسی کتاب کے طور پر پڑھایا جاتا تھا۔ پندرہویں صدی کے آخری تیس سالوں میں اس کتاب کا ایک عبرانی اور ہندہ لاطینی ایڈیشن شائع ہوئے۔ حکیم بو علی سینا نے اپنی تصنیف القانون کے ایک باب بعنوان "من العقاقیر و الادویہ" میں کم و بیش ۶۰۰ دواؤں کے نام اور خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ بارہویں صدی سے لیکر سترہویں صدی تک مغربی دنیا میں اس کتاب کو ایک کامل رہبر حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور آج بھی یورپی دنیا میں اس سے استفادہ کا عمل جاری ہے۔ ڈاکٹر ولیم آسلر (OSLER DR. WILLIAM) نے اپنی مشہور کتاب FO MEDICAL SCIENCE EVOLUTION میں حکیم بو علی سینا کی کتاب القانون کے متعلق لکھا ہے کہ "ابن سینا کا رسالہ القانون اتنی طویل مدت تک طبی انجیل کی طرح پڑھا جاتا رہا کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔"

چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں یورپ طاعون پھیلنے کے باعث تباہ ہو رہا تھا۔ عیسائی اس آفت کے سامنے فضائل الہی کے عقیدے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ چونکہ یہ بلا اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس لئے اسے کسی طریقے سے بھی روکا نہیں جا سکتا۔ توہمات کی اس تاریکی میں غرناطہ کے مشہور طبیب ابن

الخطیب نے تحقیق کی قندیلیں روشن کیں۔ انہوں نے متعدی امراض کے متعلق ایک رسالہ لکھا جس میں سائنٹفک تحقیقات کی روشنی میں یہ بات ثابت کی کہ ،

»جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تعدیہ کے امکان کو نہیں مانتے کیونکہ یہ احکام الہی کے خلاف ہے۔ ان لوگوں کو ہمارا جواب یہ ہے کہ تعدیہ کا وجود تجربات ، تحقیقات ، فہم و ادراک کی شہادت اور قابل اعتماد بیانات سے ثابت ہے۔ یہ تمام حقائق زبردست دلیلیں تعدیہ کی صداقت پر تحقیق کرنے والے پر پوری طرح ثابت ہو سکتی ہیں جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو کسی متعدی مرض میں مبتلا مریض کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور رہتا ہے آخر کار اس مرض میں خود بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو متعدی مرض میں مبتلا مریض سے دور رہتا ہے اس مرض سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ تحقیق کرنے والا یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ متعدی مرض کے جراثیم مریض کے کپڑوں ، اس کے کھانے پینے کے برتنوں ، حدیہ کے کان کے ، بندوں کے ذریعہ بھی دوسرے آدمیوں میں منتقل ہو جاتے ہیں «۔

#### PHILIP K. HITTI ---"THE ARABS" PAGE 141

ابن میمون ایک مشہور طبیب گذارے۔ اس نے ختمہ کے طریقے کی اصلاح کی۔ بواسیر جیسے موذی مرض پر تحقیق کی اور »قبض« کو اس کی علت قرار دیا۔ اس کے لئے ایسی ہلکی پھلکی غذا تجویز کی جس میں بیشتر ترکاریاں ہیں۔ طب پر اس کی مشہور ترین تصنیف »الفصول فی الطب« ہے۔

الزہرا اندلس کا ایک قصبہ تھا۔ جو قرطبہ سے پانچ میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ قصبہ اب مت چکا ہے لیکن اپنی خاک سے جس نامور شخصیت کو جنم دیا وہ آج تک زندہ ہے۔ اس بطل جلیل کا نام شیخ ابو القاسم بن عباس زہراوی تھا۔ جو ایک عظیم سرجن کی حیثیت سے مشہور ہوا۔ جسے دنیائے طب فن جراحی کے امام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

شیخ الزہراوی نے ایک »التصریف« لکھی۔ اس کتاب کی شہرت کے سبب کتاب کا نام خود مصنف کے نام پر پڑ گیا۔ اور اب طب کی دنیا میں یہ کتاب زہراوی کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مصنف کے تبحر علمی کا آئینہ دار ہے اور دوسرا حصہ عملی تجربات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ داغنے کا بیان۔ اس باب میں شیخ الزہراوی نے سر سے پاؤں تک تمام حملہ امراض کا علاج داغنا تجویز کیا ہے۔ ہر فصل میں ہر بیماری کے متعلق تفصیل سے بحث کرتے ہوئے شیخ نے لکھا ہے کہ پہلے داؤں سے کام لو۔ اگر علاج کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر داغنا ہی مناسب ہے۔ امام الجراحات شیخ الزہراوی نے داغنے کے متعدد آلات بنائے اور پھر ان کے استعمال سے متعلق بالتفصیل لکھا۔ ان آلات کی تعداد تقریباً ۸۵ ہے۔ آج سائنس کے ترقی یافتہ عہد میں بھی ہر مرض کا آخری علاج شعاعوں RADIOTHERAPY کے ذریعہ ہی کیا جاتا ہے۔ شیخ الزہراوی نے اپنی تحقیق سے یہ بھی ثابت کیا کہ جب مرض زخم کی صورت اختیار کر لے تو پھر اس کا علاج صرف اور صرف داغنا ہے۔ مثلاً ناسور، جذام، بواسیر وغیرہ وغیرہ۔

#### (ب) شِسَق (OPERATION)

اس باب میں اعضاء اور امراض سے متعلق بحث ہے تاکہ مرض کی صحیح تشخیص ہو اور مریض کا علاج صحیح اور بروقت ہو سکے۔ پھر اس امر کی وضاحت ہے کہ اگر ان امراض میں سے کوئی مرض زخم کی صورت اختیار کر لے تو اس کے آپریشن کا طریق کیا ہونا چاہئے۔ خصوصاً سر کی جراحی، دانت نکالنا، ہلنے ہوئے دانتوں میں سونے یا چاندی کے تار باندھنا۔ آج بھی دانتوں کے مختلف امراض کے علاج کے سلسلے میں چاندی کا سیال بھرا جاتا ہے۔ آنکھ کے پردے کا آپریشن، کان اور ناک کٹے ہوئے اجزاء کا جوڑنا، ٹانگے لگانا وغیرہ، غیر طبعی شکل میں پیدا ہونے والے جنین کو رحم مادر سے نکالنا، توأم بچوں کے مردہ جنین کو نکالنا، بچوں کے فطری اعضاء اگر غیر فطری حالت میں ہوں تو ان کا کھولنا، زائد گوشت کا آپریشن کرنا اور کاٹنا، پتھری کو خواہ مناسبت میں ہو یا گردے میں نکالنا، پیٹ کا آپریشن، ورم شدہ مقامات کا آپریشن، چھوٹی سی چھوٹی رگ میں نشتر لگانا وغیرہ، یہ وہ کارنامے ہیں جن کے آگے عہد حاضر کی جراحی بھی عزت و احترام کے ساتھ اپنا سر خم کرتی ہے۔

شیخ الزہراوی اپنی مذکورہ تصنیف میں لکھتے ہیں کہ اگر طوالت میری اس تصنیف کے لئے غیر مناسب نہ ہوتی تو میں اس کے متعلق دقیق باتیں بیان کرنا اور دلیل و برہان سے بتانا

کہ آگ کس طرح اجسام میں اپنا کام کرتی ہے۔ مگر ہر شخص کے لئے اس کا فہم مشکل ہوتا۔ وہ اپنے مشاہدات و تجربات کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ،

میں نے جو کچھ اس فن میں حاصل کیا اس لئے کیا کہ میں حکمائے قدیم کا بڑی عمیق نظر سے مسلسل مطالعہ کرتا تھا۔ پھر ان کے تجربات سے میں نے اس فن کو مستنبط کیا اور عمر بھر ان نظریات کی روشنی میں تجربات کرتا رہا۔

امام زہراوی سے قبل فن جراحی خصوصاً اعضاء کے جوڑ اور آپریشن کا فن مدون و مرتب نہ تھا۔ قدیم حکما کے تذکروں میں اس شعبہ کا ضماً ذکر ملتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ امام زہراوی نے فن جراحی کے موتیوں کو جو بکھرے پڑے تھے اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ منتشر ہونے کے سبب اپنی آب و تاب سے محروم ہو جائے انہیں یکجا کر کے لازوال ابدیت عطا کی۔ اور یوں اس فن کی عظمت میں چار چاند لگ گئے۔

امام زہراوی نے جس تحقیق و کاوش سے فن جراحی کی تدوین کی اس کے لئے انسانیت ہمیشہ ان کی ممنون احسان رہے گی۔ انہوں نے کسی گوشے کو نامکمل نہیں چھوڑا حتیٰ کہ جراحی کے سلسلے میں مرہم پٹی، پریز، اور موسمی اثرات وغیرہ کا بھی ذکر تفصیل سے کیا۔

جسم انسانی کا ہر عضو ایک اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن دل و دماغ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ امام زہراوی نے دماغ کا آپریشن بھی کیا۔ اس باب میں ان کی تحقیق کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی تصنیف سے ایک باب نقل کیا جاتا ہے۔

بچوں کے سر میں پانی جمع ہونے کے اسباب

اس نوع کی بیماری بچوں کو زیادہ تر ولادت کے وقت ہوتی ہے۔ دایہ کا بچہ کو ولادت کے بعد بغیر کسی نرم چیز کا سپہارا دینے رکھ دینے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات پوشیدہ امراض بھی اس کا سبب بن جاتے ہیں۔ بچوں کے علاوہ یہ مرض بڑوں کو بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ میرے تجربے کے مطابق اس مرض میں بچے کی موت جلد واقع ہو جاتی ہے۔ بچہ کا سر بڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے، رطوبت سر میں بڑھتی رہتی ہے، جب ہر جگہ پانی ہی پانی ہو جاتا ہے تو بچہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ رطوبت جمعہ کی ہڈی کے بیچے جمع ہو جاتی ہے۔ اگر رطوبت جلد کے نیچے ہے تو دم کم ہوگا۔ چنانچہ ایسی صورت میں شکاف بیچ میں عرضاً دینا ہوگا۔ شکاف کی لمبائی دو انچ سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ یہاں تک کہ

رطوبت بہہ جائے۔ اگر رطوبت زیادہ ہو اور دم بھی کافی ہو تو اس پر دو متقاطع شکاف (صلیبی) لگانے چاہئیں۔ اگر رطوبت ہڈی کے نیچے ہو تو اس کی علامت یہ ہوگی کہ سر کی سیون ہر جگہ سے کھل جائیگی۔ اور جب دباؤ گمے تو ابھری ہوئی معلوم ہوگی اور کچھ اندر کی طرف دبا ہوا محسوس ہوگا۔ یہ علامت ایسی ہے جو طبیب سے مخفی نہیں رہ سکتی۔

امام زہراوی کا مذکورہ بالا بیان کلی طور پر فنی حیثیت کا حامل ہے۔ ان کے اس بیان کی تشریح کے سلسلے میں بعض دیگر حکماء کی آراء نقل کی جاتی ہیں۔

حکیم بو علی سینا کھوپڑی کی ساخت کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ کھوپڑی کی طبعی ساخت عبارت ہے تین سچی درزوں اور دو چھوٹی درزوں سے۔ حکیم بو علی سینا کے شارح علامہ محمود آملی لکھتے ہیں کہ،

» درز حقیقی سے مراد وہ درز ہے جس میں متصلہ ہڈیوں کے زوائد اور دندانے ایک دوسرے کے تنسب میں اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح دو آروں کو ملا دیا جائے۔ درز کاذب سے مراد یہ ہے کہ دونوں ہڈیاں چپکی ہوئی ہوں۔ یہی سبب ہے کہ بعض لوگ ایسی درز کو درز قشری (چھلکنے والی درز) اور بعض زلزاتی یعنی چپکی ہوئی درز کہتے ہیں۔«

عرب وریدوں کے ذریعہ خون پہنچانے کے عمل سے بھی واقف تھے اور امعانے مستقیم کو غذا پہنچانے کے لئے جانندی کی نلکیاں استعمال کرتے تھے۔ دنیا کو قرابادین کی پیش کش سب سے پہلے عربوں ہی نے کی اور سب سے پہلی دوا سازی کی دکانیں اور گشتی شفاخانے قائم کرنے والے بھی یہی لوگ تھے۔

الموتوکل کی خلافت کے دوران میں قاہرہ میں شفاخانہ قائم کیا گیا۔ صلاح الدین ایوبی نے مصر میں متعدد شفاخانے کھولے۔ قاہرہ کے عامل ابن طولون نے ۶۸۲ء میں ایک شفاخانے کے لئے تین لاکھ روپے کا عطیہ دیا۔ اس شفاخانہ میں ہر مرض کے علاج کے لئے علیحدہ علیحدہ وارڈ تھے۔ علاج کے ساتھ مریضوں کو مفت خوراک دی جاتی تھی۔ بیرونی مریضوں کے لئے الگ شعبہ قائم تھا۔ جراحی کے وارڈ الگ تھے۔ صرف بغداد ہی میں نہیں بلکہ تمام اسلامی دنیا میں ہاگلوں کے لئے شفاخانے کھولے گئے۔ جہاں ہاگلوں کا علاج انسانی ہمدردی اور زیادہ تندہی سے کیا جاتا۔ جبکہ مغربی دنیا میں صدیوں بعد بھی ان ذہنی مریضوں کو مجرم ہی سمجھا جاتا تھا۔ ۸۵ء - ۱۱۸۳ء اور بعد ازاں ۹۱ء - ۱۱۸۹ء میں علامہ ابن زبیر نے مکہ

مکرمہ کا سفر کیا تو انہوں نے بغداد ، موصل ، حلب اور دمشق میں اعلیٰ درجہ کے شفاخانوں کا جال بچھا دیکھا ۔ سلطان صلاح الدین نے ایک بڑے فاطمی محل کو شفاخانے میں تبدیل کیا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ زنانہ وارڈ الگ تھے اور ان میں طبیب عورتیں تھیں ۔

بغداد کا سب سے بڑا شفاخانہ عضد الدولہ کا تھا ۔ اس کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے اکثر شفاخانوں کے پایے کا تھا ۔ صرف یہی نہیں کہ اس کی عمارات کشادہ تھیں اور جدید ترین آلات سے آراستہ تھا بلکہ اس کا عملہ ایسی امتیازی شان کا تھا کہ اس سے بہتر عملہ کبھی کسی دوسرے شفاخانے میں نہ ہوگا ۔ درحقیقت یہ محض شفاخانہ نہ تھا ۔ اس سے سوا تھا ۔ یہ طبی یونیورسٹی تھا جہاں ابو نصر جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں ۔ یہ نامور طبیب امراض چشم کا ماہر تھا ۔ یہیں سرجن ابو الحیر ، ابو صولت مریضوں کا علاج کرتے تھے اور طالب علموں کو لکچر دیتے تھے ۔

ابو سید کوکو بوری نے اریلا میں نایتاؤں کے لئے چار شفاخانے بنائے ۔ اس کے علاوہ برانی بیماریوں کے کئی شفاخانے قائم کئے ۔

فتح اسپین کی ابتدائی دو صدیوں میں اسلامی ثقافت کا دریا اندلس کی سرزمین پر بڑے جوش کے ساتھ بہتا رہا ۔ لیکن گیارہویں صدی عیسوی میں اس کا رخ پلٹ گیا ۔ اور بارہویں صدی عیسوی میں یہ یورپ کی طرف پورے جوش و خروش سے بہنے لگا ۔ اس کی بدولت طب کی تینوں روایتوں (یہودی ، نصرانی اور اسلامی) کو ترجمہ کی صورت میں یکجا ہونے کا موقع ملا ۔ عربی زبان کی بہت سی فنی اصطلاحیں یورپی زبانوں میں رائج ہو گئیں ۔

SYRUP اس محلول کو کہتے ہیں جسمیں شکر یا نی اور کوئی دوا حل ہو ۔ یہ عربی لفظ شراب سے لیا گیا ہے ۔ لاطینی میں SODA ۔ کے معنی درد سر ہے ۔ اور SODANUM درد سر کا علاج ۔ درحقیقت یہ عربی لفظ صدع سے ہے جس کے معنی شدید درد ہیں ۔ اسی طرح جدید طب کا مطالعہ کیا جائے تو سینکڑوں اصطلاحات عربی سے ماخوذ ملیں گی ۔ مثلاً کافور CANPHOR ، سنبل SANDAL ، جرہ Germ ، الاکسیسر ELIXIR ، قلنج COLIC ، ذیابیطس DIABETES وغیرہ ۔

لیکن تبلیث کے فرزند میراثہ خلیل

خست بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز